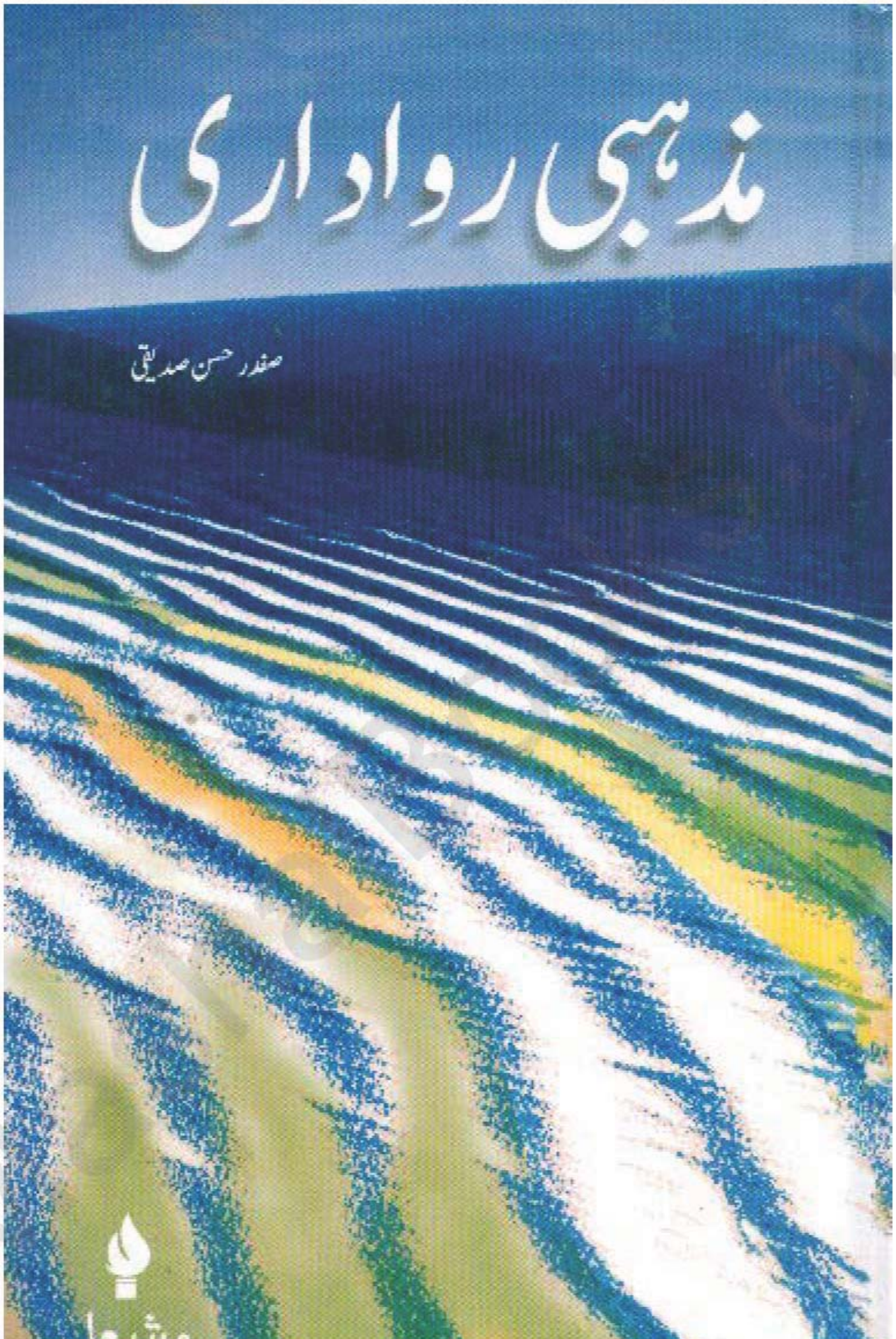
مذہبی رواداری
صفدر حسن صدیقی
مشعل

مذہبی رواداری

صفدر حسن صدیقی

مشعل
آر۔ بی 5 ' سیکنڈ فلور' عوامی کمپلیکس
عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور 54600 ' پاکستان

MashalBooks.org

مذہبی رواداری

صفدر حسن صدیقی

کاپی رائٹ اردو (c) 2000 مشعل

ناشر: مشعل
آر-بی-5، سیکنڈ فلور،
عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور-54600، پاکستان

MashalBooks.org

فہرست

پیش لفظ	5
مذہبی رواداری	7
''دین'' اور ''مذہب'' کے متصادم نظریات	11
ایمان اور انسان دوستی	14
کائنات اور انسان	20
پیغمبروں کا اسلام	30
مسیحی، مسلم مکالمہ —— انسانی اتحاد کی جانب ایک قدم	35
شریعت کا صحیح اور غلط مفہوم	45
بنیادی اصطلاحیں	55
انقلابی تحریکیں اور مذاہب	67
مذہب کا مروجہ تصور انسانی تہذیب و ثقافت کے فروغ میں حائل ہے	70
مذہبی عدم رواداری کے منفی نتائج	74
مذہبی رواداری کے مثبت نتائج	78
انسانی اتحاد	81
نجران کے نصاریٰ کے ساتھ معاہدہ	90
انسانی تاریخ کے عظیم لوگ	93
قرآن کی اخلاقی تعلیمات	97
زبور، تورات اور انجیل کی تعلیمات	110

MashalBooks.org

گیتا کی تعلیم	120
بابا گرونانک کے ارشادات	142
بنیادی انسانی حقوق کا عالمی منشور	157
عالمی سطح پر تسلیم کئے جانے والے انسانی رویوں کے ضابطے کی ضرورت	164

MashalBooks.org

پیش لفظ

دنیا میں عام طور پر اور پاکستان میں خصوصاً حالات کی جو ابتری موجود ہے وہ اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ انسانی معاشرے کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسی تبدیلیاں ترتیب دی جائیں جو معاشرے کے مختلف حصوں میں، اور دنیا کی مختلف قوموں کے مابین، امن و آشتی اور ہم آہنگی لاسکیں۔ یہی ایک راستہ ہے جس کے ذریعہ انسانیت کے مستقبل کو محفوظ اور درخشاں بنایا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں مذہب کے تصور کا تفصیلی اور گہرا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ان اہم ترین مسائل میں سے ہے جنہوں نے تاریخ کے دھارے پر منفی اور مضرت رساں اثرات ڈالے ہیں۔ مذہب کا تصور انسانی فہم وفراست اور معاشرتی رویوں کی اصلاح کی راہ میں اہم رکاوٹ رہا ہے۔ یہ تصور ثقافت کی ترقی میں مزاحم ہوا ہے۔ اس نے معاشی ترقی کے لئے شدید مسائل کھڑے کئے ہیں۔ اس نے جمہوریت کا گلا گھونٹا ہے اور آمریت کو جنم دیا ہے۔ اس نے سیاسی عمل کو صحت مند اور بارآور خطوط پر آگے بڑھنے سے روکا ہے۔

مہذب نہ صرف مسلم معاشروں کے لیے ایک سنجیدہ مسئلہ ہے بلکہ اس نے عیسائی، یہودی اور ہندو معاشروں میں بھی ابتری پھیلا رکھی ہے۔ اس لئے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اس مسئلے کا تفصیلی جائزہ لیں اور اس کے نتیجے میں انسانوں کے لیے ایسے امکانات پیدا کریں کہ وہ ملنسار، امن پسند، باہم تعاون کرنے والی اور مہذب شخصیتیں بن سکیں جو نہ صرف اپنے معاشروں کی بہبود بلکہ دوسری اقوام کی بہتری کے لئے بھی کام کر سکیں۔

''مذہبی تعصب'' انسانی فہم اور معاشرتی رویے کی نشوونما اور انسانی تہذیب وتمدن کی ترقی کی راہ میں ہمیشہ حائل رہا ہے۔ بڑی حد تک اس تعصب کی بنا پر معاشرتی ترقی، جمہوریت کے فروغ اور سیاسی عمل کو صحت مند اور بارآور خطوط پر آگے نہیں بڑھایا جا سکا ہے۔ مذہبی تعصب کا معاملہ نہ صرف مسلم معاشروں بلکہ کرسچین، یہودی اور ہندو معاشروں

MashalBooks.org

کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک مذہبی تعصب کے بجائے ''مذہبی روا داری'' کا نقطہ نظر اپنایا جانا چاہیے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر قرآن کے ''امت واحدہ'' کے نظریہ کو اپنایا جانا چاہیے جو ایک فرد کو ہر قسم کے مذہبی، نسلی، لسانی اور قومی تعصّبات سے نجات دلاتا ہے اور سیاسی ، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی میدانوں میں بھرپور ترقی کے دروازے کھولتا ہے اور ایک روشن مستقبل کی راہ ہموار کرتا ہے۔ اس لئے شواہد اس امر کی دلالت کرتے ہیں کہ یہی نظریہ آئندہ آنے والی صدیوں کا نظریہ ہوگا۔

اس کتاب میں انسانی زندگی کے مختلف گوشوں پر بحث کر کے ان پر مذہبی روا داری کے مثبت اثرات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں زندگی کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور عوام کے مسائل کا حل تلاش کرنے کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے اور معاشرے کی بہتری کے لئے کامل اخلاص کے ساتھ، اور ہر قسم کے تعصّبات سے آزاد ہو کر، کام کرنے کو عبادت کا ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔ زندگی کے روز مرہ کے امور میں اس طرح کا نقطۂ نظر اپنانا نتیجہ خیز ہوتا ہے بشرطیکہ اس کی بنیاد واضح اور شعوری طور پر اس اصول پر رکھی گئی ہو کہ تمام انسان بلا تفریق جنس، مذہب، فرقہ، ذات برادری، رنگ ،نسل، زبان اور جسمانی و اخلاقی صلاحیت مساوی حقوق کے حامل ہیں۔ اس لئے ہمیں تمام لوگوں پر انسان کی حیثیت سے نظر ڈالنا ہے نہ کہ کسی ایک یا دوسرے مذہبی گروہ سے متعلق افراد کی حیثیت سے۔

اس نقطۂ نظر کو عملی زندگی میں ممکن العمل بنانے کی غرض سے اس کتاب میں مذہبی روا داری اور عدم روا داری کے مختلف پہلوؤں کو زیر غور لا کر اس اہم مسئلے کا کوئی مبسوط اور واضح حل سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ زیر نظر کتاب کو اٹھارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان میں دیئے گئے موضوعات پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ امید ہے اس مسئلے کی سنگین نوعیت قارئین پر واضح ہو جائے گی، اور عوام نیز معاشرتی اور حکومتی ادارے اسے حل کرنے کی طرف راغب ہوں گے۔

☆☆☆

MashalBooks.org

مذہبی رواداری

انسانوں کی غالب اکثریت مختلف مذاہب کے ماننے والوں پر مشتمل ہے۔ انسانی زندگی میں ساری تلخیاں، اور سیاست، معیشت اور معاشرت میں بہت سی پیچیدگیاں اور ناانصافیاں مذہبی رواداری پر کاربند نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان پیچیدگیوں اور ناانصافیوں کی بلاشبہ اور بھی کئی وجوہ ہیں جن میں جاگیرداری اور طبقاتی نظام کے تسلط کی بناء پر معاشی ناانصافی اور گروہی، نسلی اور رنگ و زبان کے تعصّبات کی عملداری شامل ہے جس کی وجہ سے معاشی اور سماجی عدم مساوات وجود میں آتی ہے۔ لیکن اجتماعی زندگی میں پیدا ہونے والی بیشتر خرابیاں مذہب عدم رواداری کا نتیجہ ہیں۔ اگر اس کی عفریت پر قابو پا لیا جائے تو دوسری بہت سی خرابیوں میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔ مذہبی تعصب کی بنیاد پر عدم رواداری اور تشدد آمیز رویہ اختیار کرنے کے بجائے مذہبی رواداری کے ذریعے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو اپنی مذہبی رسوم اور روایات کو اپنی مرضی سے منانے کی آزادی دینے سے معاشرے میں پرامن تبدیلی اور ترقی رونما ہوتی ہے۔

اس جگہ یہ بات واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ مذہبی رواداری سے مراد ہے کیا؟ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی عبادات اور مذہب رسومات کی ان کے اپنے انداز میں ادائیگی پر معترض نہ ہوگا اور اس بنا پر ان کے خلاف کوئی تشدد آمیز رویہ اختیار نہیں کرے گا اور وہ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کو اس بات کا پورا پورا حق دے گا کہ وہ اپنی مذہبی سوچ کا پرچار کرسکیں۔ البتہ مذاہب کی پیروی کرنے والوں کے لئے اس بات کا خیال رکھنا لازمی ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنے خیالات کے اظہار میں کسی دوسرے کی دل آزاری کا باعث نہ بنیں۔ اس سلسلے میں ایک دوسرے پہلو جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے ماننے

والوں کے درمیان جہاں بنیادی مقاصد میں بڑی حد تک اتفاق پایا جاتا ہے وہاں رسوم، عبادات اور دوسری تفصیلات میں بعض اختلافات موجود ہیں۔ اسی لئے تو دنیا میں متعدد مذاہب موجود ہیں ورنہ ایک ہی مذہب ہوتا جس کی سب لوگ پیروی کرتے۔ لیکن بنیادی طور پر اختلاف رائے کا حق ایک ایسا حق ہے جس پر معاشرے کی تعمیر وترقی کا دارومدار ہے بشرطیکہ اس کا استعمال ایک خاص حد میں رہ کر کیا جائے۔ چنانچہ زندگی سے متعلق دوسرے امور کے علاوہ مذہب بھی ایک اہم مسئلہ ہے جس کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے غور ہونا چاہیے کیونکہ اس کے اثرات بہت وسیع ہیں اور تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ جنگ و جدل اسی بنیاد پر ہوا ہے۔ نیز انسانوں پر منفی اثرات ڈالنے میں تمام دوسرے تعصّبات میں سب سے زیادہ اثر پذیری مذہبی وفرقہ وارانہ تعصّبات میں ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ زور اس مسئلے کی حقیقت اور اس کے اثرات کو جاننے کے لئے صرف کیا جانا چاہیے۔

ہمیں اس تاریخی حقیقت کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کرنا ہوگا کہ جب سے دنیا میں انسانی معاشرے میں اجتماعی ادارے تشکیل ہونا شروع ہوئے ہیں اس وقت سے حکمرانوں، سرمایہ داروں اور مذہبی پیشواؤں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ رہا ہے اور یہ تینوں عناصر باہمی گٹھ جوڑ سے ہر ملک کی اکثریت، جسے عرف عام میں ''عوام'' کہا جاتا ہے، کو غربت، جہالت اور سیاسی و معاشی غلامی میں مبتلا رکھتے رہے ہیں۔ یہ صورت حال حضرت موسیٰ اور فرعون کے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ انہیں تین عناصر کی ملی بھگت سے آمریت اپنا کھیل کھیلتی چلی آرہی ہے۔ ایک طرف ان تینوں طبقوں پر مشتمل ایک ''حکمران گروہ'' ہے اور دوسری طرف حکومتی اختیار اور مالی آسودگی سے محروم ''بے بس عوام'' ہیں۔

جب تک انسانیت اپنی بلوغت تک نہیں پہنچی تھی اور ایک اجتماعی نظام کے خدوخال باقاعدہ ترتیب نہیں پائے تھے، چھٹی صدی عیسوی کے اواخر تک خالق کائنات کی جانب سے مختلف اقوام عالم میں انبیاء مقرر ہوتے رہے۔ وہ اپنے وقتوں میں رائج غلط طرز ہائے زندگی کی اصلاح کرتے رہے اور ظالموں اور جابروں کے سیاسی اور معاشی تسلط سے عوام کو نجات دلانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ ان میں سے بعض اجارہ دار عناصر کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بعض اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے دور

میں مخصوص طبقات کے مفادات کی عملداری کے بجائے عوامی مفاد کے حصول کے لئے معاشی انصاف، معاشرتی مساوات اور مشاورت کے اصولوں پر معاشرتی اور ریاستی نظام کے قیام کی بنیاد ڈال دی گئی۔ اس کے بعد سے آج بیسویں صدی تک کی تمام سائنسی و تکنیکی ایجادات اور جمہوریت کی اب تک کی پیش رفت، انبیائے کرام کے دیئے گئے امن و انصاف اور انسانی بھائی چارہ پر مبنی اصولوں اور انسان کے اندر خالق کائنات کی طرف سے ودیعت کردہ تخلیق نو کی صلاحیت ہی کی مرہون منت ہے۔ انبیاء کا یہ سلسلہ وانسانیت کی علمی وعقلی کے بارے میں رہنمائی صحیفوں میں درج ان کی تعلیمات میں موجود ہے۔ جن سے مختلف اقوام اور ممالک میں منصفانہ نظام ہائے معیشت و سیاست قائم کرنے میں مدد لی جا سکتی ہے۔

لیکن اس سلسلے میں ہمیں اس بین حقیقت کو بھی ہمہ وقت اپنے پیش نظر رکھنا ہوگا کہ ہماری اس دنیا کے تمام مادی مظاہر قوانین قدرت کے تحت مسلسل تغیر پذیر ہیں اور تیزی سے ترقی کی جانب رواں دواں ہیں۔ ہم لحہ بہ لحہ تخلیق نو کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ دور حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں بے بہا ترقی کے باعث انسان کا زراعت، وصنعت اور تجارت کے میدان میں ترقی کی انتہا کو پہنچنا ناگزیر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم جس خطرے سے دو چار ہیں اور جو ہر دور میں مرحلہ دار ترقی کے ساتھ موجود رہا ہے۔ وہ ترقی کے ثمرات کا نچلی سطحوں تک عوام تک نہ پہنچنا۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ذرائع پیداوار پر بعض مخصوص طبقے قابض ہیں۔ اور منفی روایات کو قائم رکھتے ہیں اور ترقی کے تمام تر ثمرات کو ایک محدود حلقے میں گوش دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ کسی بھی ملک کی غالب اکثریت کے سامنے یہ چیلنج ہمہ وقت موجود رہتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے معاشی اور سیاسی حقوق حاصل کریں۔ اس چیلنج کو قبول کرنے اور عام لوگوں میں اپنے حقوق کے بارے میں شعور پیدا کر کے انہیں حاصل کرنے کا ارادہ ابھارنے کے لئے جدوجہد کرنا اصلاً معاشرے کے ان افراد کی ذمہ داری ہے جو علم وشعور رکھتے ہیں اور جنہیں دانشور (Intellectuals) کہا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے وہ اپنے خالق اور اس کی مخلوق کے سامنے اپنی ذمہ داری اور جوابدہی کا گہرا احساس کرتے ہوئے اپنے آپ کو ایک یکجا، منظم اور موثر گروہ کی حیثیت سے

تیار کریں تاکہ وہ پوری قوت سے ملک میں جاری سیاسی عمل پر اثر انداز ہوں اور اس کی معاشرت، معیشت اور سیاست میں مثبت اور خوشگوار تبدیلیاں لائیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مذہبی رواداری کو اپنی ثقافت کا جزو لاینفک (Integral part of culture) بنا لینے سے بہت بڑی قوت فراہم ہوتی ہے جس کی عملداری سے ایک دوسرے سے نفرت اور دشمنی کے بجائے محبت اور بھائی چارہ پرورش پاتا ہے اور باہمی تعاون سے ایک دوسرے کی بھلائی اور خوشی کے لئے اجتماعی کوششیں کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆

MashalBooks.org

معاشرے کو ترقی و خوشحالی کی جانب رواں دواں کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنے حقوق کے شعور کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے مضرت رساں تعصّبات سے پاک کیا جائے۔ ان تعصّبات میں سب سے زیادہ مہلک تعصب مذہبی اور فرقہ وارانہ تعصب ہے جسے براہ راست مذہب کے غلط تصور نے جنم دیا۔ بظاہر مذہب کو قدرت کی طرف سے انسانوں کے لئے دی گئی رہنمائی قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن فی الاصل مذاہب، مذہب کا لبادہ اوڑھنے والے مفاد پرست اور اجارہ دار عناصر کے خود ساختہ ہیں، جنہیں وہ عوام کو جہالت میں مبتلا کرنے اور اپنے حقوق سے غافل رکھنے کے لئے استعمال کرتے رہتے ہیں اور اوہام و فرسودہ روایات کے جال میں جکڑ کر ان کی تعمیری صلاحیتوں کو گرد اور زنگ آلود کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرہ ترقی کی منزلیں طے نہیں کر پاتا۔

اس لئے جو بات سمجھنے کی ہے کہ انبیاء کرام اپنے ساتھ الگ الگ مذاہب نہیں لائے تھے کہ جن کی انہوں نے اپنے پیروکاروں کو تعلیم دی ہو بلکہ انہوں نے دراصل انسانوں کو خالق کائنات کی ہستی پر یقین (Faith in the creator of the Universe) کرنے اور اس کی مخلوق کی بہتری کے لئے کام کرنے (یعنی ایمان اور عمل صالح) کی ہدایت کی تھی۔ نیز اس پر کار بند رہنے کے لئے انہوں نے اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے اپنے خالق کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں یاد رکھنے اور اس کے سامنے بندگی کے اظہار کے لئے عبادت کے طریقے وضع کئے تھے۔ انبیاء کی اس تعلیم میں بنیادی اہمیت کامیاب زندگی گزارنے کے لئے خالق کے احکام و ہدایات کی اطاعت کو حاصل ہے جس کے نتیجے میں ہر دور میں تعلیم یافتہ، باشعور اور دیانت دار افراد کے ذریعے ترقی پذیر اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ چنانچہ خالق کی ذات پر ''ایمان'' لانے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے انسانوں کے اندر ایک دوسرے سے محبت اور یگانگت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور وہ آپس میں مل جل کر اور انسانی بھائی چارے کے جذبے سے اجتماعی بہتری کے لئے اپنی صلاحیتیں اور ذرائع صرف کرتے ہیں۔ زندگی گزارنے کے اس طریقے کو ''دین'' کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ''مذہب'' خالق کے بتائے گئے صحیح راستے سے ہٹانے کا ایک حربہ ہے جو خالق حقیقی کا انکار کرنے اور خود اپنی مرضی کو خالق کی مرضی پر ترجیح دینے والے ذہنوں کی پیداوار

MashalBooks.org

ہے۔''مذہب'' انسانوں میں متعدد تعصّبات اور نفرت کی بنیاد پر پھوٹ ڈالتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کو مالی اور جانی نقصان پہنچانے کے لئے صف آرا کر دیتا ہے۔ مذہب خود پسند اور عیار مذہبی اجارہ دار طبقوں کو جنم دیتا ہے جو مذہب کے نام پر سادہ لوح لوگوں کو بے وقوف بنا کر اپنے ذاتی مفادات حاصل کرتے ہیں اور وقت کے سیاسی مقتدروں اور مالدار عناصر سے ملی بھگت کر کے ملک کے اکثریتی عوام کو علمی اور روحانی طور پر محروم، معاشی طور پر تباہ حال اور سیاسی اختیار سے محروم کر دیتے ہیں۔''ایمان'' کا صحیح تصور لوگوں میں نچلی سطحوں پر ہر لحہ تخلیق نو کرنے والی باصلاحیت اجتماعی قیادت پیدا کرتا ہے جو انہیں ترقی کی منزلوں کی جانب لے چلتی ہے۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہمیں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے اپنے طریقوں پر خالق کائنات کی عبادت کرنے اور اپنے اپنے طریقے سے اپنی ثقافتی زندگی گزارنے کا حق دیتے ہوئے سب کو انسانی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کے عمل میں شریک کرنا چاہیے، اور اس کے لئے منظّم طور پر بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمیں مذہبی روا داری کا اصول سنجیدگی سے اپنانا ہو گا اور آپس میں انسانی بھائی چارہ قائم کر کے اور باہمی افہام وتفہیم کا طریقہ اپنا کر، ایک دوسرے کی بہتری کے لئے کام کرتے ہوئے لوگوں کو مذہبی تعصب کے دلدل میں سے نکلنا ہو گا۔

☆☆☆

MashalBooks.org

ایمان اور انسان دوستی

اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے سب سے پہلے ہمیں اس حقیقت کو اپنے سامنے رکھنا ہو گا کہ ہر انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ دہرا رشتہ ہے۔ ایک انسانی رشتہ، کہ وہ سب انسان ہیں۔ دوسرا ایمانی رشتہ، کہ وہ سب اللہ یعنی کائنات اور انسان کی خالق ہستی (جسے مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے) پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنی زندگیوں میں اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ مسلمانوں اور مسیحیوں میں اور اسی طرح دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے کے ان کے طریقے مختلف ہیں اور ان کی مذہبی رسومات اور روایات الگ الگ ہیں۔ اس کے سوا ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کی جسمانی ساخت اور ضروریات زندگی ایک جیسی ہیں۔ ان کے حقوق بھی ایک جیسے ہیں اور ذمہ داریاں بھی۔ اپنی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لئے ان پر خالق کی جانب سے عائد کردہ فرائض بھی ایک جیسے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مذہبی گروہوں کا آپس میں اچھا میل جول اور انسانی بھائی چارے کا رشتہ کیوں قائم نہیں ہوتا؟ یہ اپنے اپنے مذہبی تشخص کو قائم رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی بھلائی کے لئے اور قومی ترقی کے لئے، مل جل کر کام کیوں نہیں کر پاتے؟ یہ مذہبی عدم رواداری کا شکار کیوں ہیں؟

اس کی پہلی وجہ تو یہ المیہ ہے کہ ان گروہوں کے قائدین نہ تو اس طرح خالق پر سچا ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ اس کا حق ہے اور نہ انہیں انسان دوستی سے کوئی سروکار ہے۔ وہ اپنے گروہوں کے مفادات کو سامنے رکھتے ہیں۔ ایمان کی حقیقت کو سمجھنے اور اس پر کاربند ہونے کے بجائے انہوں نے عوام کو اپنے اپنے گروہوں کے ان مذہبی پیشواؤں کی بتائی گئی مذہبی رسومات کی پابندی اختیار کرنے میں لگا رکھا ہے جو اپنے پیروکاروں پر اپنی مذہبی اجارہ داری قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ان مذہبی پیشواؤں کا کہنا ہے کہ محض مذہبی رسومات اور عبادات کو ان کے قواعد کے ساتھ دہراتے رہنے سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ان کے خیال میں